مفردات القرآن (اردو)
تصنیف
امام راغب اصفہانی
ترجمہ و حواشی
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبدہٗ فیروزپوری
شیخ شمس الحق
۲۳۸۔ کشمیر بلاک، اقبال ٹاؤن، لاہور

کو اونچا کیا پھر اسے برابر کیا۔
شاعر نے کہا ہے[1]۔ (الکامل)

(۲۳۷) إِنَّ الَّذِی سَمَكَ السَّمَاءَ بَنٰی لَنَا

وہ ذات جس نے آسمان کو بلند بنایا۔
اور ایک دعاء ماثورہ میں ہے[2] (۹ ۱۷) یَا بَارِیَٔ السَّمٰوٰتِ الْمَسْمُوكَاتِ اے بلند آسمان کے پیدا کرنے والے۔
اور سَنَامٌ سَامِكٌ بلند کوہان کو کہتے ہیں اور ہر اس چیز کو جس سے کوئی چیز بلند کی جائے۔ اسے سِمَاكٌ (بکسرہ سین) کہا جاتا ہے اور سِمَاكٌ ایک ستارے کا نام بھی ہے اور اَلسَّمَكُ کے معنی مچھلی کے ہیں۔

(س م ن)

اَلسِّمَنُ کے معنی موٹاپہ کے ہیں اور یہ هُزَالٌ کی ضد ہے اور سَمِیْنٌ (صیغہ صفت کے معنی ہیں فربہ ج سِمَانٌ قرآن میں ہے:۔
اَفْتِنَا فِیْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ (۱۲-۴۶) ہمیں (اس خواب کی تعبیر) بتائیے کہ سات موٹی گایوں ۔۔۔۔
اور اَسْمَنْتُهٗ وَ سَمَّنْتُهٗ کے معنی موٹا کرنے کے ہیں چنانچہ قرآن میں ہے۔
لَا یُسْمِنُ وَلَا یُغْنِیْ مِنْ جُوْعٍ (۸۸-۷) جو نہ فربہی لائے اور نہ بھوک میں کچھ کام آئے۔

اَسْمَنْتُهٗ فربہ جانور خریدنے یا دینے کے ہیں۔ اور اِسْتَسْمَنْتُهٗ کے معنی فربہ پانے کے۔
اَلسُّمْنَةُ۔ ایک دوا جو فربہ ہونے کیلئے کھائی جاتی ہے۔
اَلسَّمْنُ۔ گھی کیونکہ گھی بھی فربہی کی قسم سے ہے اور اس کے کھانے سے انسان موٹا ہوتا ہے۔ اَلسُّمَانٰی ایک پرند کا نام ہے۔

(س م و)

سَمَاءٌ ہر شئے کے بالائی حصہ کو سَمَاءٌ کہا جاتا ہے شاعر نے ایک گھوڑے کی وصف میں کہا ہے[3]۔ (الطویل)

(۲۳۸) وَاَحْمَرُ كَالدِّيْبَاجِ اَمَّا سَمَاءُهٗ
فَرَيَّا وَاَمَّا اَرْضُهٗ فَمَحُوْلُ

وہ دیباج کی طرح سرخ ہے اس کا بالائی حصہ موٹا اور گدرا ہے اور زیریں حصہ لاغر اور سخت ہے۔
بعض نے کہا ہے (کہ یہ اسماء نسبیہ سے ہے) کہ ہر "سَمَاءٌ" اپنے ماتحت کے لحاظ سے "سَمَاءٌ" ہے لیکن اپنے مافوق کے لحاظ سے "اَرْضٌ" کہلاتا ہے۔ بجز سماء علیا (فلک الافلاک) کے کہ وہ ہر لحاظ سے سماء ہی ہے اور کسی کے لئے ارض نہیں بنتا۔ اور آیت:۔
اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ (۶۵-۱۲) خدا ہی تو ہے جس نے سات

---

[1] البیت للفرزدق من نقیضتہ المشہورۃ مطلعها انہ البیت وتمامہ: بیتًا دعائمہ اعز واطول۔ والقصیدۃ فی دیوانہ (۲: ۷۴۵-۷۲۵) والنقائض (۱: ۱۸۲ — ۲۱۱) والبیت فی العمدۃ (۱: ۲۵۲) وفیہ قصۃ الفرزدق مع الطرماح ومجاز القرآن (۲: ۱۲۱) وشرح الدرۃ للخفاجی ۷۳ والمرزبانی فی المعجم ۴۶۷ والموشح ۱۲۳ وابن عقیل رقم ۲۷۸ ومصارع العشاق ۷۷ والصاحبی ۲۵۷ والطبری (۲۱: ۳۷) والقرطبی (۱۴: ۲۱) والخزانۃ (۳: ۷۴، ۸۰۱۴) والاشباہ النحویہ (۳: ۱۹۳) والکامل ۷۹۴ والعینی (۴: ۲۴)، [2] وفی النوادر ۱۷۳۔ اللھم داحی المدحوات وباری المسموکات الخ وہذہ الصلوۃ فی ما اسطانہ وہذہ من جملۃ من الصلوۃ علی النبی التی کان علیؓ یعلم اصحابہٗ ۱۲ [3] قالہ طفیل الغنوی وتقدم فی (ارض) ۱۲

آسمان پیدا کئے اور ویسی ہی زمینیں۔
کو اسی معنی پر محمول کیا ہے۔
نیز مَطَرٌ (بارش) کو بھی سَمَاءٌ کہا جاتا ہے کیونکہ وہ اوپر سے آتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ سماء اس بارش کو کہا جاتا ہے جو ہنوز زمین پر نہ گری ہو تو اس میں بھی بلندی کے معنی ملحوظ ہیں۔
اور نباتات کو بھی سَمَاءٌ کہا جاتا ہے یا تو اسلئے کہ وہ بارش سے اگتے ہیں اور یا اس لئے کہ وہ زمین سے بلند ہوتے ہیں پھر لفظ سماء جو ارض کے بالمقابل ہے مؤنث ہے لیکن کبھی مذکر بھی آجاتا ہے اور واحد جمع دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ قرآن میں ہے:۔
ثُمَّ اسْتَوٰى إِلَى السَّمَاءِ فَسَوّٰهُنَّ (۲-۲۹) پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا تو ان کو ٹھیک سات آسمان بنا دیا۔
اور کبھی اس کی جمع سَمٰوٰتٌ بھی بنا لیتے ہیں چنانچہ فرمایا:۔ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ (۳۱-۱۰) اسی نے آسمانوں کو۔۔۔۔۔ پیدا کیا۔
قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ (۱۳-۱۶) ان سے پوچھو کہ آسمانوں۔۔۔۔ کا پروردگار کون ہے؟۔
اور آیت:۔ اَلسَّمَاءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ (۷۳-۱۸) جس سے آسمان پھٹ جائیگا۔
میں سماء کو مذکر استعمال کیا ہے لیکن آئی ایک آیات جیسے إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ (۸۴-۱) جب آسمان پھٹ جائے گا۔
اور آیت:۔ إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ (۸۲-۱) جب آسمان پھٹ جائے گا۔
میں مونث استعمال ہوا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ سماء کا لفظ اشجار میں نَخْلٌ یا اس قسم کے دوسرے اسماء جنس کی طرح ہے جو مذکر اور مونث دونوں طرح استعمال ہوتے ہیں اور سَمَاءٌ کے معنی بارش ہوں تو یہ ہمیشہ مذکر استعمال ہوگا اور اس کی جمع اَسْمِیَةٌ آئے گی اور کسی بلند چیز کے کالبد کو سَمَاوَةٌ کہا جاتا ہے۔ شاعر نے کہا ہے[1] (رجز)
(۲۳۹) سَمَاوَةُ الْهِلَالِ حَتّٰى احْقَوْقَفَا
(راتیں تدریجاً) افق پر ابھرے ہوئے چاند کو لپیٹتی رہیں، حتّٰی کہ وہ ٹیڑھا ہوگیا۔
اور سَمَا لِيَ الشَّيْءُ کے معنی ہیں دور سے کسی چیز کا بلند شکل میں ظاہر ہونا۔
اور سَمَا الْفَحْلُ عَلَى الشَّوْلِ سَمَاوَةً سانڈھ اونٹ اونٹنی پر چڑ گیا۔
اَلِاسْمُ کسی چیز کی علامت جس سے اسے پہچانا جائے۔ یہ اصل میں سِمْوٌ ہے کیونکہ اس کی جمع اَسْمَاءٌ اور تصغیر سُمَيٌّ آتی ہے۔ اور اسم کو اسم اس لئے کہتے ہیں کہ اس سے مسمّٰی کا ذکر بلند ہوتا اور اس کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ قرآن میں ہے:۔
وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا (۱۱-۴۱) اور (نوحؑ نے) کہا کہ خدا کا نام لے کر (کہ اسی کے ہاتھ میں اس کا چلنا رہے) سوار ہو جاؤ۔
وَإِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَإِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (۲۷-۳۰) وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور (مضمون یہ ہے) کہ شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔
اور آیت:۔ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ (۲-۳۱) اور اس آدم کو سب (چیزوں کے) نام سکھائے۔

---

[1] قاله العجاج و اوله ناج طواه الاين مما وجفا طي الليالي زلفا فزلفا والشطر في اللسان (زلف) والحكم (حقف) وقد مر في (زلف)، ۱۲ ؎